96

وفات حضرت مسیح علیہ السلام

(پر)

عُلمائے مصر کا فتویٰ

شائع کردہ

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

تعداد پانچ ہزار

بار چہارم ۱۹۶۲ء

96

وفات حضرت مسیح علیہ السّلام

پر

عُلمائے مصر کا فتویٰ

شائع کردہ

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

تعداد پانچ ہزار

بار چہارم سنہ ۱۹۶۲ء

صیغۂ نشر و اشاعت

احمدی احباب سے گذارش

یہ صیغہ ہر سال لاکھوں ٹریکٹ، چھوٹے چھوٹے رسالے اور کتابیں اسلام اور احمدیت کی صداقت پر اردو، انگریزی ہندی اور گورمکھی وغیرہ زبانوں میں چھپوا کر شائع کرتا ہے سینکڑوں غیر احمدی، ہندو، سکھ اور عیسائی صاحبان کو ان کی درخواستوں پر ہر ماہ لٹریچر بھیجتا ہے جو معزز اصحاب تحقیق حق کیلئے تشریف لاتے ہیں ان کے مناسب حال تحفۃً کتابیں پیش کرتا ہے غرضیکہ اسلام و احمدیت کی صداقت پر لٹریچر شائع کر کے اُسے دُنیا کے کناروں تک پہنچانا اس صیغہ کا کام ہے۔ ایسے ضروری اور اہم صیغہ کی امداد کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ سو اس صیغہ کو کبھی فراموش نہ کریں اور ماہوار چندہ نشر و اشاعت باقاعدگی اور التزام سے ارسال فرمائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

"میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا"

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

آج سے ستر سال قبل جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانوں کے مشہور عقیدہ کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن مجید سے ثابت کی تو علماء نے شور سے آسمان سر پر اُٹھا لیا اور آپؑ کی سخت مخالفت کی۔ جماعت احمدیہ پر کفر کے فتوے لگائے اور اسے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ مگر جو آواز خدا کی طرف سے بلند ہوتی ہے دنیاوی مخالفتیں اُسے ہرگز دبا نہیں سکتیں بلکہ وہ غالب آ کر رہتی ہے اور دُنیا اُسے ماننے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

اللہ اللہ! کہاں وہ زمانہ کہ ہر جگہ احمدیوں کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی وفات پر مناظرے اور مباحثے ہوتے تھے اور کہاں اب یہ وقت ہے کہ دُنیا کے اہلسنت والجماعت کہلانے والوں کی سب سے بڑی درسگاہ یعنی ازہر کے علماء نے یہ فتویٰ دیدیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات قرآن مجید سے ثابت ہے۔ کیا یہ بات ایک طالب حق کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں ہے کہ جس بات کو ایک وقت کفر کا موجب قرار دیا جاتا تھا۔ آج اسی کو قرآن مجید کی تعلیم کے عین مطابق سمجھا جاتا ہے۔ الحق یعلوا ولا یعلیٰ حق آخر کار غالب آ کر رہتا ہے اور مغلوب نہیں ہوتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کی تیس آیات سے

حضرت مسیح علیہ السّلام کی وفات کو ثابت کیا۔ اور ان میں سب سے زیادہ زور آپؑ نے سورہ مائدہ کے آخری رکوع کی مندرجہ ذیل آیت پر دیا۔ اور اسے اس مسئلہ کے ثبوت میں بطور اساس اور اصل قرار دیا۔ اور باقی آیات کو اس کی تائید میں پیش فرمایا:۔ وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ کُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ؕ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ ۚ وَکُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ

ترجمہ:۔ اور جب (قیامت کے روز) اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تُو نے کہا تھا لوگوں کو کہ مجھے اور میری ماں (مریم) کو اللہ کے سوا دو معبود بنا لو۔ وہ جواب دیں گے۔ تو بے عیب ہے اے خدا! میرے لئے ممکن نہ تھا کہ میں کہتا وہ بات جس کا مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے کہا ہوتا تو تُو اُسے جانتا ہوتا۔ تُو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے۔ اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے یقیناً تو جاننے والا ہے غیب کی باتوں کو۔ نہیں میں نے کہا ان کو مگر وہی

جو تُو نے مجھے حکم دیا کہ عبادت کرو اللہ میرے اور اپنے رب کی۔ اور میں نگران تھا اُن پر جب تک میں رہا اُن میں پھر جب تُو نے میری رُوح قبض کر لی تو تُو ہی نگہبان تھا اُن پر۔ اور تو ہی ہر بات پر نگران ہے۔

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اس بات کا اظہار فرماتے ہیں کہ میری قوم میری زندگی کے بعد بگڑی ہے میری زندگی میں وہ مجھے یا میری ماں کو خدا نہ مانتی تھی اور ظاہر ہے کہ آج آپ کی قوم عیسائی لوگ آپ کو اور آپ کی ماں کو خدا مان رہے ہیں۔ پس معلوم ہُوا کہ وہ اب زندہ نہیں ہیں بلکہ فوت ہو چکے ہیں۔

اس آیت میں لفظ توفّی ایک ایسا لفظ ہے جس پر سارا جھگڑا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنی کتابوں میں اس بات کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ یہاں لفظ توفّی کے معنے قبض روح کے ہیں۔ اور اس کے خلاف ثابت کرنیوالے کے لئے آپ نے ایک ہزار روپیہ انعام مقرر کیا۔ مگر علماء اس کے معنے جسم سمیت پورا پورا اُٹھا لینے کے کرتے ہیں اور آج تک اسی ضد پر اڑے ہوئے ہیں لیکن اب علماء ازہر نے جن کی عربی دانی سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا قطعی فیصلہ کر دیا۔ اور انہوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے آج سے [illegible] سال قبل اس لفظ کے معنوں کے بارے میں جو کچھ تحریر کیا تھا وہ حرف بحرف درست ہے۔ اور اس طرح

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام

"میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا"

واضح طور پر پورا ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ؎

خاکسار

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وفات مسیح علیہ السلام کے متعلق علماء مصر کا فتویٰ!

توفّی کے معنے "موت" ہونے پر جامع ازہر کی شہادت!

ذیل میں قاہرہ مصر کے ہفتہ وار اخبار الرسالۃ مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۴۲ء جلد ۱ ۴۶۲ء سے ایک عربی مضمون لفظ بہ لفظ نقل کر کے اس کے اردو ترجمہ سمیت شائع کیا جاتا ہے انصاف پسند قارئین سے درخواست ہے کہ وہ بغور مطالعہ کر کے صحیح نتیجہ تک پہونچنے کی کوشش کریں۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

رَفْعُ عیسیٰ ...

لِلأستاذ محمود شلتوت

وَرَدَ اِلیٰ مَشْیَخَۃِ الْاَزْھَرِ الجَلِیْلَۃِ مِنْ حَضْرَتِ عَبْدِ الکَرِیْم خَانِ بِالْقِیَادِ العَامَّۃِ لِجُیُوْشِ الشَّرقِ الاوسط سؤالٌ جَاءَ فِیْہِ:۔

ھَلْ عِیْسیٰ حَیٌّ اَوْ مَیِّتٌ

مسئلہ رفع عیسیٰ علیہ السلام

از جناب محمود شلتوت صاحب

یونیورسٹی ازہر کی بڑی کمیٹی کے پاس جناب عبدالکریم خان کی طرف سے جو مشرق وسطیٰ میں اتحادی لشکروں کی قیادت عامہ میں ہیں ایک خط پہنچا ہے جس میں لکھا ہے کہ:۔

قرآن مجید اور سنت مطہرہ کی رُو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا فوت شدہ؟

فِي نظرِ القرآنِ الكريم و السُّنَّةِ المطهرة؟ وما حُكمُ المسلمِ الذي ينكر انّه حيٌّ؟ وما حكم من لا يؤمن به اذا فُرِضَ انّه عاد الى الدنيا مرّةً اُخرى؟ وقد حوّل هٰذا السؤال الى فضيلةِ الاستاذ الكبير الشيخ محمود شلتوت عضو جماعةِ الكبار العلماء نكتب ما ياتي.... امّا بعد فإنّ القرآن الكريم قد عرض بعيسى عليهِ السلام فيما يتصل بنهاية شانه مع قومه في ثلاثِ سورٍ: (١) في سورة آل عمران قوله تعالىٰ: فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ط قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ط اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ اشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ٥ رَبَّنَا

پھر اس مسلمان پر کیا فتویٰ ہے جو زندہ ہونے کا انکار کرتا ہے؟ اور نیز اس کا حکم کیا ہے۔ جو اُن پر ایمان نہ لائے جبکہ فرض کیا جائے کہ وہ دوبارہ دُنیا میں آ گئے ہیں؟ یہ سوال مشیخۃ الازہر کی طرف سے بڑے عالم جناب الشیخ محمود شلتوت ممبر مجلس کبار العلماء کے سپُرد کیا گیا۔ اُنہوں نے حسب ذیل جواب لکھا ہے۔۔ اما بعد قرآن کریم نے حضرت عیسیٰؑ کے اپنی قوم سے معاملہ کے انجام کا ذکر تین سورتوں میں بیان فرمایا ہے۔ اوّل سورہ آل عمران میں جہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ نے یہود کی طرف سے کفر محسوس کیا تو اُن سے کہا کہ خدا کے لئے میرے کون مددگار بنتے ہیں۔ حواریوں نے کہا کہ ہم انصار اللہ بنتے ہیں۔ ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم فرمانبردار ہیں اے ہمارے رب ہم اس پر ایمان لائے جو تو نے اتارا اور ہم نے اس رسول

اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ٥ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ٥ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ط ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ٥ ٥٢/٥٥

(٢) وفي سورة النسآء قوله تعالىٰ وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ط وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ط مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ط وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ٥

کی پیروی کی تو ہمیں گواہوں میں سے لکھ۔ اور منکرین نے تدابیر کیں اور اللہ نے بھی تدبیر کی اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔ جب اللہ نے فرمایا اَے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا اور اپنی طرف تیرا رفع کرنیوالا اور تجھے کافروں کے الزامات سے بری کرنیوالا ہوں اور تیری پیروی کرنیوالوں کو ان پر قیامت تک فوقیت دینے والا ہوں جو تیرے منکر ہیں۔ پھر تمہارا میری طرف لوٹنا ہوگا۔ اور تب میں ان باتوں کا فیصلہ کروں گا جن میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔ آیت ٥٢/٥٥

دوسرے سورہ نساء میں اللہ کا قول ہے کہ (یہود پر لعنت کی گئی) ان کے اس قول کے باعث کہ اُنہوں نے کہا کہ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ (ہونے کے مدعی) کو قتل کر دیا۔ حالانکہ انہوں نے نہ وہ قتل

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ○ ۱۵۷/۱۵۸

(۳) وَفِيْ سُوْرَةِ الْمَائِدَةِ

قَوْلُهُ تَعَالىٰ:-

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ط اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ط تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ط اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ج وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ج فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ

کر سکے اور نہ صلیب پر مار سکے لیکن وہ ان کے لئے مشابہ بنائے گئے اور وہ لوگ جنہوں نے اس کے بارہ میں اختلاف کیا وہ اس کے متعلق شک میں ہیں، ان کو اس کا یقینی علم نہیں سوائے گمان کی اتباع کے اور ان لوگوں نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اس کا اپنی طرف رفع فرمایا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ آیت ۱۵۷/۱۵۸

تیسرے سورہ مائدہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اور جب (قیامت کے روز) اللہ فرمائیگا کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تو نے کہا تھا لوگوں کو کہ مجھے اور میری ماں (مریم) کو اللہ کے سوا دو معبود بنا لو وہ جواب دیں گے تو بے عیب ہے اے خدا! میرے لئے ممکن نہ تھا کہ میں کہتا وہ بات جس کا مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے کہا ہوتا تو تو اُسے جانتا ہوتا۔ تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے

وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ

۱۱۶-۱۱۷

هٰذِهٖ هِيَ الْاٰيٰتُ الَّتِيْ عَرَضَ الْقُرْاٰنُ فِيْهَا لِنِهَايَةِ شَانِ عِيْسٰى مَعَ قَوْمِهٖ وَالْاٰيَةُ الْاَخِيْرَةُ (اٰيَةُ الْمَائِدَةِ) تَذْكُرُ لَنَا شَاْنًا اُخْرَوِيًّا يَتَعَلَّقُ بِعِبَادَةِ قَوْمِهٖ لَهٗ وَلِاُمِّهٖ فِي الدُّنْيَا وَقَدْ سَاَلَهُ اللّٰهُ عَنْهَا وَهِيَ تَقَرَّرُ عَلٰى لِسَانِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ لَمْ يَقُلْ لَهُمْ اِلَّا مَا اَمَرَهُ اللّٰهُ بِهٖ:- اُعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ وَاَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ مَا حَدَثَ مِنْهُمْ بَعْدَ اَنْ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ وَكَلِمَةُ "تَوَفّٰى" قَدْ وَرَدَتْ فِي الْقُرْاٰنِ كَثِيْرًا بِمَعْنَى الْمَوْتِ حَتّٰى صَارَ هٰذَا الْمَعْنٰى هُوَ الْغَالِبَ عَلَيْهَا الْمُتَبَادِرَ مِنْهَا۔ وَلَمْ يُسْتَعْمَلْ فِيْ غَيْرِ هٰذَا

اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے یقیناً تو ہی جاننے والا ہے غیب کی باتوں کو نہیں میں نے کہا اُن کو مگر وہی جو تُو نے مجھے حکم دیا کہ عبادت کرو اللہ میرے رب اور اپنے رب کی. اور میں نگران تھا ان پر جبتک میں رہا اُن میں۔ پھر جب تُو نے میری روح قبض کر لی۔ تو تُو ہی نگہبان تھا اُن پر اور تُو ہی ہر بات پر نگران ہے۔ آیت ۱۱۶/۱۱۷

یہ وہ آیات ہیں جن میں قرآن مجید نے اس انجام کا ذکر کیا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا اپنی قوم کے ساتھ ہُوا تھا اُن میں سے آخری آیت اُن کے آخرت کے معاملہ کو بیان کرتی ہے جو اُن کی قوم کے ان کو اور اُن کی ماں کو دُنیا میں معبود بنانے سے تعلق رکھتا ہے اللہ تعالےٰ نے اس عبادت کے بارہ میں اُن سے

المعنیٰ الا ذیجانبها ما
یصرفها عن هذا المعنیٰ
المتبادر قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ
مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ
بِكُمْ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ۔
وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ
كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ۔ تَوَفَّتْهُمْ
رُسُلُنَا۔ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى
حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ۔
تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ
بِالصّٰلِحِيْنَ۔ ومن حق کلمة
"تَوَفَّيْتَنِيْ" فی الاٰیة ان
تحمل علیٰ هٰذه المعنیٰ
المتبادر وهو الاماتة
العادیة التی یعرفها
الناس ویدرکها من
اللفظ ومن السیاق
الناطقون بالضاد۔
واذن فالاٰیة لو لم
یتصل بها غیرها فی

دریافت کیا اور یہ آیت حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی بتا رہی
ہے کہ اُنہوں نے اپنی قوم سے وہی
کہا جس کا اللہ نے ان کو حکم دیا تھا
یعنی یہ کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا
رب اور تمہارا رب ہے اور یہ کہ
حضرت عیسیٰؑ جبتک ان کے درمیان
رہے وہ اُن کے نگران تھے۔ اور
نیز یہ کہ حضرت عیسےٰؑ کو ان حالات و
امور کا مطلقاً علم نہیں جو ان کی
قوم میں اس وقت پیدا ہوئے
جب اللہ ان کو وفات دے چکا تھا۔
لفظ توفّی قرآن مجید میں بہت دفعہ
موت کے معنے میں وارد ہوا ہے
یہانتک کہ یہ معنی ہی اس کے غالب
اور متبادر ہو گئے ہیں۔ اور لفظ توفی
اس معنے کے سوا کسی اور معنے میں صرف
اسی وقت استعمال ہوا ہے جب اس
کے ساتھ قرینہ صارفہ موجود ہو جو
اُسے ان متبادر معنوں سے پھیرتا
ہو۔ چند آیات یہ ہیں: (۱) فرمایا کہ

تقریر نهایة عیسیٰ مع قومه
لما کان هنالك مبرر
للقول بان عیسیٰ حیٌّ لم
یمت ؛

ولا سبیل الی القول بَاَنَّ
الوفاة هنا مراد بها وفاة
عیسیٰ بعد نزوله من السماء
بناءً علیٰ زعم من یری انه
حیٌّ فی السماء۔ وانه سینزل
منها اٰخر الزمان لاَنَّ الاٰیة
ظاهرة فی تحدید علاقته
بقومه هولا بالقوم الذین
یکونون اٰخر الزمان وهم
قوم محمد بالاتفاق لا
قوم عیسیٰ اما اٰیة النساء
فانها تقول "بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ
اِلَيْهِ" وقد فسّرها بعض
المفسرین بل جمهورهم
بالرفع الی السماء و
یقولون ان الله القی علیٰ
غیره شبهه ورفعه،

دے کہ تمہیں ملک الموت مارتا ہے
جو تم پر مقرر کیا گیا ہے (۲) تحقیق وہ
لوگ جن کو اللہ کے فرشتے اس حالت
میں وفات دیتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں
پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں (۳) اگر تو
دیکھے جب کافروں کی جانیں فرشتے
قبض کرتے ہیں (۴) اس کو وفات
دیتے ہیں ہمارے فرستادہ (۵)
بعض تم میں سے (جلد) وفات پا جاتے
ہیں (۶) یہاں تک کہ ان عورتوں کو موت
مار دے (۷) اے خدا مجھے مسلمان ہونے
کی حالت میں وفات دے اور مجھے
نیکوں سے ملا دے آیت (فَلَمَّا
تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ
عَلَيْهِمْ) میں لفظ توفی کا حق ہے
کہ اسے انہی متبادر معنوں (یعنی موت)
پر محمول کیا جائے۔ اور وہ عام طبعی
موت ہے جسے سب لوگ جانتے
ہیں۔ اور جسے اس لفظ اور سیاق
آیت سے سب عربی بولنے والے
سمجھتے ہیں۔ اندریں صورت اگر اس

بجسده الى السمآء فهو
حيّ فيها وسينزل منها
آخر الزمان يَقتُلُ الخنزير
ويكسر الصليب ويعتمدون
في ذالك اولاً:- على روايات
تفيد نزول عيسى بعد الدجال
وهي روايات مضطربة
مختلفة في الفاظها ومعانيها
اختلافًا لا مجال معه للجمع
بينها وقد نصّ على ذالك
علماء الحديث۔ وهي فوق
ذالك من رواية وهب بن
منبه وكعب الاحبار و
هما من اهل الكتاب
الذين اعتنقوا الاسلام
وقد عرفت درجتهما في
الحديث عند علماء الجرح
والتعديل۔
وثانيًا:- على حديث مروى
عن ابي هريرة اقتصر
فيه على الاخبار بنزول

آیت میں اور کوئی چیز نہ ملائی جائے
جس سے حضرت عیسیٰ کا انجام ظاہر کیا جائے
تو اس آیت کی موجودگی میں لوگوں کا
یہ کہنا بالکل ناجائز اور غلط ہے کہ
حضرت عیسےٰ زندہ ہیں فوت نہیں
ہوئے یہ بات کہنے کی قطعاً گنجائش
نہیں کہ اس آیت میں وفات سے وہ
وفات مراد ہے جو حضرت عیسےٰ
پر آسمان سے اُترنے کے بعد واقع
ہوگی۔ کیونکہ کچھ لوگ خیال کرتے
ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ ابھی آسمان پر
زندہ موجود ہیں اور وہ وہاں سے
آخری زمانہ میں اُتریں گے (یہ خیال
اس لئے باطل ہے) کیونکہ آیت
کھلے طور پر حضرت عیسیٰؑ کے اپنی قوم
سے تعلق کی تعیین کر رہی ہے اور یہ نہیں بتلاتی
کہ یہ لوگ ہوں گے جو آخری زمانہ میں
ہوں گے۔ آخری زمانہ کے لوگ بالاتفاق
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم
ہیں نہ حضرت عیسیٰؑ کی قوم۔ یہاں نساء
کی آیت میں بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ

عيسى۔ واذا صح هذا
الحديث فهو حديث احاد
وقد اجمع العلماء على أن
احاديث الاحاد لا تفيد
عقيدة ولا يصح الاعتماد
عليها في شان المغيبات
وثالثاً:- على ما جاء في حديث
المعراج من أن محمداً صلى
الله عليه وسلم حينما صعد
الى السمآء واخذ يستفتحها
واحدةً بعد واحدة فتفتح
له ويدخل رأى عيسى عليه السلام
هو وابن خالته يحيى في
السمآء الثانية۔ ويكفينا
في توهين هذا المستند
ما قرره كثير من شراح
الحديث في شان المعراج
وفي شان اجتماع محمد
صلى الله عليه وسلم بالانبياء
وانه كان اجتماعًا روحيًا
لا جسمانيًا۔" انتهى فتح الباری

آیا ہے اور اس کے معنی بعض بلکہ جمہور
مفسرین نے آسمان پر اُٹھانے کے
کئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی پر
مسیح کی شکل و شباہت ڈال دی
اور مسیح کو جسم سمیت آسمان پر لے گیا
اور وہاں زندہ ہے اور وہاں سے
آخری زمانہ میں اُترے گا۔ سؤروں کو قتل
کرے گا اور صلیب کو توڑے گا اور
یہ مفسرین اس دعویٰ میں ایک تو ان
روایات پر بنیاد رکھتے ہیں۔ جو
دجال کے بعد نزول عیسیٰ کا ذکر کرتی
ہیں۔ اور یہ بے ترتیب اور مضطرب
ان کے الفاظ اور معانی میں اتنا شدید اختلاف
ہے کہ اس اختلاف کی موجودگی میں
ان میں تطبیق کی ہرگز گنجائش نہیں ہے،
علماء حدیث نے ان کو کھول کر بیان
کیا ہے، علاوہ ازیں یہ وہب بن
منبہ اور کعب الاحبار کی روایت
ہے اور وہ دونوں اہل کتاب
میں سے ہیں جنہوں نے اسلام قبول
کیا تھا اور ان کا مرتبہ حدیث میں

وزاد المعاد وغيرهما۔

ومن الطريف انهم يستدلون على ان معنى الرفع فى الآيه هو رفع عيسى بجسده الى السماء بحديث المعراج بينما ترى فريقا منهم يستدل على ان اجتماع محمد بعيسٰى فى المعراج كان اجتماعا جسديا بقوله تعالى بل رفعه الله اليه وهكذا يتخذون الآية دليلا على ما يفهمونه من الحديث حين يكونون فى تفسير الحديث يتخذون الحديث دليلا على ما يفهمونه من الآية۔ ونحن اذا رجعنا الى قوله تعالى: انى متوفيك ورافعك الىّ فى آيت آل عمران مع قوله:۔ بل رفعه الله

علمائے نقد وجرح کے نزدیک معلوم ہی ہے۔ اور دوسرے ان لوگوں کے خیال کی بنیاد اس حدیث پر ہے جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ جس میں انہوں نے نزول عیسٰی کی خبر دینے پر حصر کیا ہے! اور اگر یہ حدیث صحیح بھی ثابت ہو جائے تب بھی احادیث احاد میں سے ہے اور علمار کا اس پر اجماع ہے کہ احادیث احاد کسی عقیدہ کو ثابت نہیں کر سکتیں اور نہ امور غیبیہ کے بارہ میں ان پر اعتماد کرنا درست ہے اور تیسرے یہ لوگ حدیث معراج پر بنیاد رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان پر تشریف لے گئے اور یکے بعد دیگرے آسمانوں کو کھلواتے گئے اور ان میں داخل ہوتے گئے تو آپؐ نے دوسرے آسمان میں حضرت عیسٰیؑ اور انکے خالہ زاد

اليه فى آيت النساء وجدنا الثانية اخبارا تحقق الوعد الذى تضمنته الاولى۔ وقد كان هذا الوعد بالتوفية والرفع والتطهير من الذين كفروا فلما كانت الآية الثانية قد جاءت خالية من التوفية والتطهير واقتصرت على ذكر الرفع الى الله فانه يجب ان يلاحظ فيها ما ذكر فى الاولى جمعا بين الآيتين۔ والمعنى ان الله توفى عيسٰى ورفعه اليه وطهره من الذين كفروا وقد فسر الالوسى قوله تعالى (انى متوفيك) بوجوه منها وهو اظهرها انى مستوفى اجلك ومميتك حتف انفك لا اسلط عليك من

بھائی حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دیکھا ہمارے لئے اس استناد کو کمزور ثابت کرنیکے لئے یہی کافی ہے کہ بہت سے شارحین حدیث نے معراج کے متعلق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انبیار سے ملاقات کے بارہ میں بیان کیا ہے کہ وہ روحانی ملاقات تھی نہ کہ جسمانی ملاقات (دیکھو فتح الباری اور زاد المعاد وغیرہ) اور ایک تعجب یہ ہے کہ عام مفسرین آیت میں لفظ رفع کے معنوں پر حدیث معراج سے استدلال کرتے ہیں۔ یعنی یہ کہ حضرت عیسٰی کا جسمانی رفع مراد ہے حالانکہ ان کا ایک بڑا گروہ معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عیسٰی سے جسمانی ملاقات کے لئے بل رفعہ اللہ الیہ سے استدلال کرتا ہے گویا اس طرح جب وہ حدیث معراج کی تشریح کرنے لگتے ہیں تو حدیث کے اپنے خیالی مفہوم پر آیت کو

يقتلك ۔ وهو كناية من
عصمته من الاعداء وما
هم بصدده من الفتك
به عليه السّلام لانه
يلزم من استيفاء الله اجله
وموته حتف انفه ذالك
وظاهر انّ الرفع الذي
يكون بعد التوفيه هو
رفع المكانة لا رفع الجسد
خصوصًا وقد جاء بجانبه
قوله :۔ (وَمُطَهِّرُكَ مِنَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) مما يدل
على ان الامر امر تشريف
وتكريم وقد جاء الرفع
فى القرآن كثيرًا بهذا المعنىٰ :
فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ
تُرْفَعَ ۔ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ
نَّشَآءُ ۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۔
وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۔ يَرْفَعُ
اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ الخ ....
واذن فالتعبير بقوله :۔

دلیل قرار دے لیتے ہیں ۔ اور جب
آیت کی تفسیر کرنے لگتے ہیں تو اس
سے اپنے مفہوم پر حدیث کو دلیل
گردانتے ہیں ۔
اور جب ہم اللہ تعالٰے کے قول
مندرجہ سورہ آل عمران اِنِّيْ
مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ
پر غور کرتے ہیں اور ساتھ ہی سورۃ
نساء کی آیات بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ
اِلَيْهِ وغیرہ پر تدبر کرتے ہیں تو ہمیں
معلوم ہوتا ہے کہ دوسری آیت (یعنی
بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ) درحقیقت
اس وعدہ کے پورا کرنے کا ذکر کرتی
ہے جو پہلی آیت (یعنی اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ
وَرَافِعُكَ اِلَيَّ) میں کیا گیا تھا
اور یہ وعدہ وفات دینے رفع کرنے
اور کافروں کے الزامات سے پاک
کرنے کا تھا ۔ پس اندریں صورت
اگرچہ مؤخر الذکر آیت میں صرف رفع
الی اللہ کا ذکر ہے اور وفات دینے
اور تطہیر کرنے کا ذکر نہیں آیا لیکن

وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وقوله بَلْ رَّفَعَهُ
اللّٰهُ اِلَيْهِ ۔ كالتعبير فى قولهم
لَحِقَ فُلَانٌ بالرفيق الاعلىٰ ۔
وفى اَنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۔ وَفِيْ عِنْدَ
مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۔ وكلها
لا يفهم منها سوى معنىٰ
الرّعاية والحفظ والدخول
فى الكنف المقدّس فمن
اَيْنَ تؤخذ كلمة السّمآء
من كلمة (اِلَيْهِ) اللّٰهم ان
هذا الظُّلْمُ للتعبير القرآنى
الواضح خضوعًا لقصص و
روايات لم يقم على الظن
بها فضلًا عن اليقين
برهان ولا شبه برهان ۔ و
ليس نما عيسىٰ الا رسول
قد خلت من قبله الرسل
ناصَبَهٗ قومه العداوة
وظهرت على وجوههم
بوادر الشر بالنسبة اليه
فالتجأ الى الله شأن

واجب ہے کہ اس آیت میں وہ تمام باتیں
ملحوظ رکھی جائیں جو پہلی میں مذکور ہیں
تا دونوں آیتوں میں تطابق ہو سکے اور
معنے یہ ہونگے کہ اللہ تعالٰے نے حضرت
عیسٰی کو وفات دی اور انکا رفع کیا
اور انہیں کافروں کے الزامات سے
بری کیا ۔ علامہ آلوسی نے اِنِّيْ
مُتَوَفِّيْكَ کی تفسیر متعدد طریق پر
کی ہے جن میں سے واضح تر یہ معنے ہیں
کہ میں تیری اجل کو پورا کرنیوالا ہوں
اور تجھے طبعی موت سے وفات دینے
والا ہوں ۔ تجھ پر ان لوگوں کو مسلط
نہ ہونے دوں گا جو تجھے قتل کریں یہ
کنایہ ہے کہ اللہ تعالٰے حضرت عیسٰی
کو ان کے دشمنوں سے بچائے گا وہ
انہیں جیسا کہ کوشش کر رہے تھے
قتل نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ اللہ کے اجل
کو پورا کرنے اور طبعی موت سے یہ لازم
آتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو رفع
وفات کے بعد ہوگا وہ رفع درجات
ہی ہو سکتا ہے جسم کا اٹھانا اس سے مراد

الانبیاء والمرسلین فانقذہ
اللہ بعزتہ وحکمتہ وخیب
مکراعدائہ وھذا ھوما
تضمنتہ الأیات:۔ فَلَمَّا
اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمُ الْكُفْرَ
قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ
الی اخرھا بین اللہ فیھا
حقیقۃ مکرہ بالنسبۃ الی
مکرھم وان مکرھم فی
اغتیال عیسٰی قد ضاع
امام مکر اللہ فی حفظہ و
عصمتہ:۔ اِذْ قَالَ اللّٰهُ
يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ
رَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ
مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فھو
یبشرہ بانجاتہ من مکرھم
ورد کیدھم فی نحورھم
وانّہ سیستوفی اجلہ
حتیٰ یموت حتف انفہ
من غیر قتل ولاصلب ثم
یرفعہ اللہ الیہ۔ وھذا

نہیں ہوسکتا خصوصاً جبکہ اس کے
ساتھ اللہ تعالیٰ کا قول وَمُطَهِّرُكَ
مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بھی موجود ہے
جو صاف دلالت کررہا ہے کہ اس جگہ
حضرت مسیح کی تکریم اور عزت افزائی
کا تذکرہ ہے اور قرآن مجید میں لفظ
رفع بہت دفعہ ان معنوں میں آیا ہے
مثلاً (۱) فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ
تُرْفَعَ (۲) نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ
نَّشَآءُ (۳) وَرَفَعْنَا لَكَ
ذِكْرَكَ (۴) وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا
عَلِيًّا (۵) يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وغیرہ آیات میں پس اس صورت
میں رَافِعُكَ اِلَيَّ اور بَلْ رَّفَعَهُ
اللّٰهُ اِلَيْهِ سے مراد وہی ہے جیسے
کہتے ہیں لَحِقَ فُلَانٌ بِالرَّفِيْقِ
الْاَعْلٰى یا اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اور
جیسے عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ
میں مراد ہے۔ ان تمام الفاظ سے
صرف حفاظت اور نگرانی اور خدا
کی پناہ میں آنے کا مفہوم سمجھا

ھو ما یفھمہ القاری للآیت
الواردۃ فی شان نہایۃ
عیسٰی مع قومہ متیٰ وقف
علیٰ سنۃ اللہ مع انبیائہ
حین یتألب علیھم خصومھم
ومتیٰ خلا ذھنہ من تلک
الروایات التی لاینبغی ان
تحکم فی القرآن ولست
ادری کیف یکون انقاذ
عیسٰی بطریق انتزاعہ من
بینھم ورفعہ بجسدہ الی
السمآء مکرا وکیف یوصف بانہ خیر من
مکرھم مع انہ شیٔ لیس فی استطاعتھم
ان یقاوموہ بشیٔ لیس فی
قدرۃ البشر الا انہ لا
یتحقق مکر فی مقابلۃ
مکر الا اذا کان جاریاً علی
اسلوبہ غیر خارج عن
مقتضی العادۃ فیہ وقد
جاء مثل ھذا فی شان
محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جاتا ہے نہ کچھ اور پھر سمجھ میں نہیں آتا
کہ کلمہ اِلَيْهِ سے آسمان کا لفظ کیسے نکلا
جاتا ہے؟ بخدا یہ قرآن مجید کے صاف
بیان پر ظلم ہے اور محض قصوں اور
ایسی روایات کو ماننے کے باعث
یہ ظلم کیا جاتا ہے جنکی یقینی صحت تو
کجا ظنی صحت پر کوئی دلیل یا آدھی
دلیل بھی قائم نہیں۔ علاوہ ریں حضرت
عیسٰی صرف ایک رسول تھے اور اُن
سے پہلے جملہ رُسل وفات پاگئے۔ حضرت
عیسٰی کی قوم نے ان سے دشمنی کی اور
ان کے بد ارادے حضرت عیسٰی کے
بارہ میں ان کے چہروں پر ظاہر ہوگئے
تب حضرت مسیح نبیوں اور رسولوں
کے طریقہ پر اللہ کے حضور میں جھکے پس
اللہ تعالیٰ نے اپنے غلبہ اور حکمت سے
انہیں بچایا اور انکے دشمنوں کے مکر کو
ناکام کیا۔ یہی وہ مضمون ہے جس پر
آیات فَلَمَّا اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ
الْكُفْرَ الخ اللہ تعالیٰ نے ان میں
بیان فرمایا ہے کہ کافروں کے مقابلہ میں

وَاِذْ یمکُرُبكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
لِيُثْبِتُوْكَ اَوْیَقْتُلُوْكَ اَوْ
يُخْرِجُوْكَ وَیَمْكُرُوْنَ وَیَمْكُرُ
اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ والخلاصة
من هٰذ البحث:- (۱) انه لیس
فِي القرآن الکریم ولا فی السنة
المطهرة مستند یصلح لتكوين
عقيدة يطمئن اليها القلب
بان عیسیٰ رفع بجسده اِلیٰ
السّماء وانّهٗ حیّ الی الآن
فیها وانّهٗ سینزل منها
اٰخر الزمان الی الارض۔
(۲) ان کل ما تفیده الاٰیٰت
الواردة فی هٰذ ا الشان هو
وعد الله عیسیٰ بانّهٗ مُتَوَفِّیْهِ
اجله ورافعه الیه وعاصمه
من الّذین کفروا ۔وان هٰذا
الوعد قد تحقق فلم یقتلهٗ
اعداءه ولم یصلبوه ولٰکن
وفّٰهُ الله اجله ورفعه الیه
(۳) ان من انکر انّ عیسیٰ قد

میری تدبیر زیادہ لطیف اور کارگر تھی
اور ان کفار کا حضرت عیسٰی کو ہلاک
کرنے کا منصوبہ خدا کی تدبیر برائے
حفاظت و نگہداشت حضرت مسیح کے
مقابلہ میں ناکام ہو گیا۔ آیت اِذْ قَالَ
اللّٰهُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ
رَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ
الَّذِیْنَ كَفَرُوْا میں اللہ تعالےٰ
حضرت مسیحؑ کو بشارت دیتا ہے کہ وہ
انہیں اُن کے منکروں کے مکر سے بچائیگا
اور نامراد رکھے گا اور حضرت عیسٰی کی
زندگی کو لمبا کریگا یہاں تک کہ وہ قتل اور
صلیب کے بغیر طبعی موت سے فوت ہونگے
پھر اللہ ان کا رفع کریگا۔ ان آیات سے جو
حضرت عیسٰی اور اُن کی قوم کے جھگڑے
کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں۔ ہر پڑھنے
والا یہی سمجھ سکتا ہے بشرطیکہ اسے اللہ
کی اس سنت کا علم ہو جو وہ انبیاء کے
ساتھ اختیار فرماتا ہے۔ جب اُنکے
دشمن ان پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ نیز
بشرطیکہ اس کا ذہن ان کمزور روایات

رفعه بجسمه الی السماء
وانه فیها حي الی
الآن وانه سینزل
اٰخر الزمان فانّهٗ
لا یکون بذلك منكراً
لما ثبت بدلیل قطعی
فلا یخرج من اسلامه
وایمانه ولا ینبغی ان
یحکم علیه بالردة بل
هو مسلم۔ اذا مات فهو
من المؤمنین یصلی علیه
کما یصلی علی المؤمنین ویدفن فی
مقابر المؤمنین ولا شیة فی ایمانه
عند الله والله لعباده
خبیر بصیر۔ اما
السؤال الاخیر
فی الاستفتاء وهو
(ما حکم من لا یؤمن
به اذا فرض انّهٗ
عاد مرة اُخریٰ
الی الدنیا فلا محل

سے بھی خالی ہو جو کسی حال میں بھی قرآن
پر حاکم نہیں بن سکتیں۔ میں نہیں جانتا کہ
حضرت عیسٰیؑ کو کافروں سے چھین کر
لے جانا اور آسمان پر جسم سمیت اُٹھا لینا
لطیف تدبیر کیونکر کہلا سکتا ہے اور اسے
انکے مکر سے بہتر کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے
جبکہ یہ ایسی بات ہے کہ جس کا مقابلہ
کرنا اُنکی طاقت میں نہ تھا اور نہ کسی اور
انسان کی طاقت میں۔ حالانکہ مکر کے
مقابلہ میں لفظ مکر کا استعمال اسی صورت
میں درست ہو سکتا ہے جبکہ وہ اسی
طریق پر ہو اور اس کے متعلق جو عادت
ہے اس سے خارج نہ ہو۔ یہ لفظ اسی
طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
متعلق استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔
یاد کرو جب کافر تدبیر کر رہے تھے کہ تجھے
قید یا قتل یا جلاوطن کر دیں وہ تدبیر کر
رہے تھے اور اللہ بھی تدبیر کر رہا تھا
اور اللہ بہتر تدبیر کرنیوالا ہے۔ اس ساری
بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ (۱) قرآن مجید
اور سنت مطہرہ میں کوئی ایسی سند نہیں

لہٗ بعد الذی قررناہ
ولا یتجہ السؤال
عنہٗ۔ واللہ اعلم۔
محمود شلتوت

جس سے یہ عقیدہ درست قرار پاتا اور دل مطمئن ہو جاتا ہو کہ حضرت عیسیٰ جسم سمیت آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں۔ اور یہ کہ وہ ابتک وہاں زندہ ہیں اور آخری زمانہ میں وہاں سے ہی زمین پر اُتریں گے (۲) حضرت عیسیٰ کے بارہ میں قرآنی آیات یہ بتا رہی ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے مسیح سے وعدہ فرمایا تھا کہ ان کو وفات دے گا اور ان کا رفع کرے گا اُنہیں کافروں کے شر سے بچائیگا! اور یہ وعدہ یقیناً پورا ہو چکا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے دُشمن نہ اُنہیں قتل کر سکے نہ صلیب پر مار سکے۔ البتہ اللہ تعالےٰ نے ان کی مدتِ حیات کو پورا کر کے انہیں وفات دی اور اُن کا رفع فرمایا۔

(۳) جو شخص حضرت عیسیٰؑ کے جسمانی رفع اور اب تک آسمان پر زندہ ہونے اور وہاں سے آخری زمانہ میں اُترنے کا انکار کرتا ہے وہ کسی ایسی بات کا انکار نہیں کرتا جو قطعی دلیل سے ثابت ہو سکے۔ پس وہ اسلام اور ایمان سے خارج نہیں اور ہرگز مناسب نہیں کہ اسے مرتد قرار دیا جائے۔ بلکہ وہ صحیح معنوں میں مسلمان ہے۔ جب وہ فوت ہو تو مومنوں کی مانند اس کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے اور اسے اسلامی قبرستان میں دفن کرنا چاہیئے۔ اللہ کے نزدیک اس کے ایمان میں کوئی دھبہ اور عیب نہیں۔ اللہ اپنے بندوں کی خبر رکھنے والا اور بصیر ہے۔ باقی رہا استفتاء کا دوسرا حصہ یعنی یہ کہ اگر بالفرض حضرت مسیح دُنیا کی طرف لوٹ آئیں تو اُن کے منکر کا کیا حکم ہے؟ سو ہمارے مندرجہ بالا بیان

کے بعد اس سوال کا کوئی موقعہ نہیں۔ اور یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا واللہ اعلم۔ محمود شلتوت

جماعت احمدیہ کے تبلیغی مراکز اور انکی شاندار کامیابی

جماعت عالیہ احمدیہ کے عقائد حقہ کی تائید میں آپ جب جامعہ ازہر کے علماء کبار کے نمائندہ جناب محمود شلتوت کے فیصلہ اور مستند و معقول بیان سے آگاہ ہو گئے ہیں۔ آیئے اب اس سچی جماعت کی تبلیغی کوششوں اور حقیقی اسلامی جہاد کے متعلق مصری پریس کی شہادت کا بھی مطالعہ کیجئے جو وہاں کے ایک سخت مخالفِ احمدیت اخبار الفتح ۳۱۵ مورخہ ۲۰ رجمادی الثانیہ ۱۳۵۱ھ میں درج ہے اخبار مذکور لکھتا ہے:۔

"نظرت فاذا حرکتهم امر مدهش فانهم دفعوا اصواتهم واجروا اقلامهم باللغات المختلفة وایدوا دعوتهم ببذل المال فی المشرقین والمغربین فی مختلف الاقطار و الشعوب ونظموا

ترجمہ:۔ میں نے بغور دیکھا تو قادیانیوں کی تحریک حیرت انگیز پائی اُنہوں نے بذریعہ تقریر و تحریر مختلف زبانوں میں اپنی آواز بلند کی ہے اور مشرق و مغرب کے مختلف ممالک و اقوام میں بصرفِ کثیر اپنے دعویٰ کو تقویت پہنچائی ہے ان لوگوں نے اپنی انجمنیں منظم کر کے زبردست حملہ کیا ہے یہاں تک انکا معاملہ بڑھ گیا ہے اور ایشیاء

جمعیاتهم وصلت وا الحملة حتی استفحل امرهم وصارت لهم مراكز دعاية فی أسياء و اوروبا و امریکه و افريقة تساوی علماً و عملاً جمعیات النصاریٰ واما فی التاثیر والنجاح فلا مناسبة بینهم وبین النصاریٰ. فالقادیانیون اعظم نجاحاً لما معهم من حقائق الاسلام و حکمة ...... والذی یرئ اعمالهم المدهشة ویقدر الامور حق قدرها لایملك نفسه من الدهشة والاعجاب بجهاد هذه الفرقة القليلة التی عملت مالم تستطعه مئات الملایین من المسلمین وقد

یورپ۔ امریکہ اور افریقہ میں ان کے تبلیغی مراکز قائم ہو گئے ہیں جو علم و عمل کے لحاظ سے تو عیسائیوں کی انجمنوں کے برابر ہیں۔ لیکن تاثیرات اور کامیابی میں عیسائی پادریوں کو ان سے کوئی نسبت نہیں۔ قادیانی لوگ بہت بڑھ چڑھ کر کامیاب ہیں کیونکہ ان کے پاس اسلام کی صداقتیں اور پُر حکمت باتیں ہیں...... جو شخص بھی ان لوگوں کے حیرت انگیز کارناموں کو دیکھے گا اور واقعات کا پورا اندازہ کرے گا وہ حیران و ششدر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ کس طرح اس چھوٹی سی جماعت نے اتنا بڑا جہاد کیا ہے جسے کروڑوں مسلمان نہیں کر سکے۔ ان لوگوں نے کامیابی کو اپنے عقائد کی صداقت پر زبردست معجزہ قرار دیا ہے اور ایسا کہنے کا ان کو اس لئے موقعہ مل گیا کہ باقی نام کے مسلمانوں پر موت طاری ہو چکی ہے...... کیا اندریں حالات

جعلوا جهادهم هذا ونجاحهم اکبر معجزة تدل علی صدق ما یزعمون۔ وساعدهم علی ذالك موت غیرهم ممن ینتسب الی الاسلام...... افلا یجب علی المسلمین والحال هذه ان یزیلوا عن اذهان اهل اوربا وامریکا تلك العقائد الفاسدة التی یعتقدونها فی دینهم ونبیهم؟ هذا فرض علی امراء المسلمین وعلماءهم واغنیائهم وفقرائهم ایضاً۔ فمن ذالذی یقوم الیوم بتبدیل تلك الاوهام؟ لا احد الا القادیانیون وحدهم هم الذین یبذلون فی ذالك الاموال والانفس ولو قام المصلحون یصیحون حتی تبح اصواتهم ویکتبون حتی تنکسر اقلامهم اجمعوا من الاموال والرجال فی

مسلمانوں پر واجب نہ تھا کہ اہل یورپ و امریکہ کے دماغوں سے ان گندے عقائد کو زائل کریں جو دینِ اسلام اور نبی اسلام کے متعلق رکھتے ہیں۔ درحقیقت یہ مسلمانوں کے امراء اغنیاء عوام اور علماء پر فرض ہے لیکن آج ان اوہام کا ازالہ کون کر رہا ہے؟ یقیناً کوئی نہیں۔ سوائے اکیلے قادیانیوں کے۔ صرف وہی ہیں جو اس راہ میں اپنے اموال اور جانیں خرچ کر رہے ہیں۔ اور اگر دوسرے مدعیانِ اصلاح اس جہاد کے لئے بلائیں۔ یہاں تک کہ ان کی آوازیں بیٹھ جائیں۔ اور لکھتے لکھتے ان کے قلم شکستہ ہو جائیں تب بھی تمام عالم اسلام میں سے اس کا دسواں حصہ بھی اکٹھا نہ کر سکیں گے۔ جتنا یہ تھوڑی سی جماعت مال و افراد کے لحاظ سے خرچ کر رہی ہے"۔ (الفتح ۲۵،۲)

جمیع الاقطار الاسلامیۃ عشر ماتبذ لہ ھٰذہ الشرذمہ القلیلۃ	مورخہ ۲۰ رجمادی الثانیہ ۱۳۵۱ سنہ ہجری)

علماء اور مولوی صاحبان سے دریافت کیجئے

اے طالبانِ صداقت! خدا آپ کو حق و باطل میں تمیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے اگر آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر کچھ مزید اشارات چاہتے ہیں تو اپنے علماء اور مولوی صاحبان سے مندرجہ ذیل چند سوالوں کے جوابات دریافت کیجئے اور پھر ان کے جوابات کو اچھی طرح پرکھ کر دیکھئے کہ وہ کہاں تک درست ہیں۔ اگر آپ تھوڑی سی توجہ اور غور سے کام لیں گے تو انشاء اللہ آپ پر صداقت کھل جائے گی۔

۱۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم صدیقہ کو حضرت مسیح کی پیدائش کی خوشخبری دینے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

”وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ“

ترجمہ:۔ اور وہ رسول ہوں گے بنی اسرائیل کی طرف (سورۃ آل عمران ع ۵)

اب اگر جیسا کہ مولوی صاحبان کا عقیدہ ہے یہ مانا جائے کہ حضرت مسیح علیہ السلام آخری زمانہ میں مسلمانوں اور دیگر ساری دنیا کی اصلاح کیلئے مسیح موعود بن کر آئینگے۔ تو کیا اس وقت یہ آیت نعوذ باللہ منسوخ ہو جائے گی؟ کیونکہ اس میں تو صرف بنی اسرائیل کی طرف اُن کے رسول بنا کر بھیجے جانے کا

ذکر ہے۔ چنانچہ وہ خود بھی کہتے رہے کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا (انجیل متی $\frac{15}{24}$) پس وہ ساری دنیا کے رسول کیونکر ہوں گے؟ اگر ہوں گے تو اس آیت کو مولوی صاحبان اس وقت کیسے پڑھیں گے؟

۲۔ حدیث شریف میں آتا ہے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ ایسی خصوصیتیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو نہیں دی گئیں۔ اُن میں سے حضورؐ نے ایک یہ بیان فرمائی ہے کہ میں تمام جہان کی طرف بھیجا گیا ہوں اور مجھ سے پہلے سب رسول خاص خاص قوموں کی طرف بھیجے جاتے تھے۔

اب اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ حضرت مسیح علیہ السلام ہی مسیح موعود ہو کر آئیں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ساری دُنیا کے لئے مبعوث ہو کر آئیں گے کیا یہ عقیدہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خصوصیت کو نہیں توڑتا؟

۳۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ دجّال کا فتنہ سب سے بڑا فتنہ ہوگا (مشکوٰۃ کتاب الفتن) اب مولویوں کے عقیدہ کی رو سے سب سے بڑے فتنہ کو دور کرنے کے لئے تمام نبیوں میں سے صرف مسیح علیہ السلام کو زندہ رکھنا کیا یہ ثابت نہیں کرتا کہ حضرت مسیح کی روحانی طاقت تمام نبیوں کی روحانی طاقت سے بڑھی ہوئی ہے اور وہی سب سے افضل رسول ہیں حتیٰ کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی نعوذ باللہ روحانی طاقت میں بڑھ کر ہیں کیونکہ جتنا بڑا فتنہ ہوتا ہے اسے فرو کرنے کے لئے اتنا ہی بڑا آدمی بھیجا جاتا ہے۔ اگر حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی اتنی روحانی

طاقت ہوتی تو ضرور حضورؐ کو زندہ رکھا جاتا اور اس فتنے کو فرو کرنے کے لئے آپ کو بھیجا جاتا۔

۴۔ حدیث شریف میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کے لوگ آخری زمانہ میں یہود کے مشابہ ہو جائیں گے (مشکوٰۃ کتاب العلم) کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ مقام غیرت نہیں کہ اُمت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بگڑے مگر اس کی اصلاح کے لئے بنی اسرائیل کا ایک رسُول دوبارہ دُنیا میں بلایا جائے۔ کیا یہ عقیدہ قرآن مجید کی آیت کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کے صریح خلاف نہیں؟ کیونکہ آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اُمتِ محمدیہ کے لوگو تم تمام اُمتوں سے بہتر اُمت ہو۔ جو لوگوں کی اصلاح کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔" (سورۃ آل عمران ع) کیا اُمت محمدیہ پر یہ ایک خطرناک دھبہ نہیں کہ وہ اُمت جس کا کام دنیا کی اصلاح کرنا تھا۔ اور خدا نے اس کو اسی لئے پیدا کیا تھا۔ اس کے تمام افراد ایسے نالائق نکلیں کہ ایک بھی قابل نہ رہے۔ کیا خدا کو بھی نعوذ باللہ یہ علم نہ تھا کہ ایک وقت اس امت پر ایسا آئے گا کہ ان میں کوئی ایک بھی قابل نہ رہے گا اگر علم نہ تھا تو اس نے یہ کیوں فرمایا کہ اے مسلمانو! تم لوگوں کی اصلاح کے لئے پیدا کئے گئے ہو پس یا تو خدا کا علم نعوذ باللہ ناقص ماننا پڑے گا اور یا اس عقیدہ کا غلط ہونا۔ ان میں سے جو راہ چاہو اختیار کر لو۔

۵۔ قرآن شریف میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خَاتَمَ النَّبِيِّيْن کہا گیا ہے اور ہمارے مخالف مولوی صاحبان خاتم النبیین کے یہ معنی بیان کرتے ہیں۔ کہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ اب اگر آخری زمانہ میں بنی اسرائیل کے رسُول حضرت مسیح تشریف لائیں گے تو کیا خَاتَمَ النَّبِيِّيْن حضرت عیسیٰ ہونگے یا نبی کریمؐ؟ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیح علیہ السلام آئیں گے مگر حضرت مسیحؑ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا نیا اور نہ پرانا پس اس عقیدہ کی رُو سے اصل خاتم النبیین حضرت مسیح ہوں گے یا حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم؟

۶۔ حضرت مسیح کو زندہ رکھنے سے اللہ تعالےٰ کی قدرت پر حرف آتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ وہی آدمی کسی چیز کو سنبھال کر رکھتا ہے جس کو یہ خوف ہو کہ اگر میرے ہاتھ سے چیز نکل گئی تو شاید پھر میسر نہ آسکے۔ امراء کبھی باسی کھانا اُٹھا کر دوسرے وقت کے لئے نہیں رکھ چھوڑتے کیونکہ ان کو دوسرے وقت تازہ کھانا ملنے کا یقین ہوتا ہے یہ کام صرف غرباء ہی کیا کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالےٰ کا حضرت مسیح کو زندہ رکھنا ثابت کرتا ہے کہ خدا تعالےٰ سے ایک دفعہ حضرت عیسیٰ جیسا آدمی بن گیا ہے اب اس کو نعوذ باللہ ڈر ہے کہ اگر میں اس کو مار دوں تو شاید اس جیسا انسان پھر مجھ سے پیدا نہ ہو سکے۔ اس لئے اس کو زندہ رکھو ورنہ جس کی قدرت وسیع ہے جو ایک چھوڑ بے شمار حضرت مسیحؑ جیسے انسان پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے اس کو کیا ضرورت پڑی کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو تو فوت کر کے دُنیا سے اُٹھائے اور حضرت مسیحؑ کے ساتھ سب سے انوکھا معاملہ کرے کہ ان کو زندہ اُٹھائے۔

ناظرِ دعوت و تبلیغ قادیان پنجاب

فہرست لٹریچر تبلیغی

رصیغہ نشر و اشاعت و تبلیغ قادیان

مندرجہ ذیل کتب اس وقت نظارت کے اسٹاک میں موجود ہیں جو تبلیغ کیلئے بہت مفید ہیں۔ اور رعائتی قیمتوں (پر) جاری ہیں۔ احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

لائف آف محمدؐ (انگریزی) از دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی مصنفہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ اس حصہ کی الگ اشاعت جو سیرت النبیؐ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ قیمت -/۳ روپے

خصوصیات قرآن (انگریزی) دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی مصنفہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ اس میں خصوصیات قرآن پر روشنی ڈالی گئی ہے قیمت ۳۷ نئے پیسے۔

احمدیت یعنی حقیقی اسلام مجلد (انگریزی) حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا یہ مضمون کانفرنس مذاہب عالم منعقدہ لنڈن ۱۹۲۴ء میں پڑھا گیا جس میں ثابت کیا گیا کہ اس زمانہ میں احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے اسلام و احمدیت کی تعلیم اور اس کے تمدنی احکام کو بھی بیان کر کے ان کی فضیلت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ قیمت -/۵ روپے۔

داما آرٹ پریس امرتسر سے باہتمام گیان چند پرنٹر کے چھپا